Al-Hikmat

Volume 34 (2014) p.p. 27-36

ابن سینا اور علامہ محمد اقبال

ڈاکٹر علی رضا طاہر

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فلسفہ جامعہ پنجاب، لاہور۔ پاکستان

خلاصہ

ابن سینا تاریخ فکر انسانی کی ایک ایسی نابغہ روزگار شخصیت ہے جس کو سمجھنے اور جس کی کتب سے شناسائی حاصل کرنے کے لئے ایک طویل عرصہ درکار ہے۔(۱) صرف ۵۴ یا ۵۵ سال کی عمر میں اس دنیائے فانی سے کوچ کر جانے والے ایک نظام فکر کے حامل اس نابغۃ الدھر نے ایک طرف تو اپنے سے پہلے گذرنے والی تاریخ فکر اسلامی کی تمام نمایاں شخصیات کی چمک کو ماند کر دیا اور دوسری طرف اُس کے بعد آنے والے تمام حکماء کے لئے اُس کی شخصیت اُس کی فکر اور اُس کی کتب بحث و مطالعہ کا موضوع بن گئیں (۲)۔ ابن سینا کی سحر انگیز شخصیت کا ایک اہم کارنامہ یہ بھی ہے کہ اُس سے قبل بغداد طب اور فلسفہ کا مرکز تھا ابن سینا نے کبھی بغداد کا سفر نہ کیا لیکن فلسفہ و حکمت و طب کے میدانوں میں تعلیم و تربیت درس و تدریس اور تصنیف و تالیف سے اُس نے بغداد کی مرکزیت کو ایران کی طرف منتقل کر دیا (۳)۔ شیخ الرئیس اور حجۃ الحق جیسے القابات کی حامل اس شخصیت نے اسلامی دنیا میں فلسفہ و طب کے ساتھ سائنس کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ قرآن مجید، اسلامی ادب، فقہ، ستارہ شناسی، منطق، فلسفہ و طب سمیت دیگر متعدد شعبوں میں لازوال نقوش ثبت کرنے والی اس شخصیت کا علامہ اقبال کی فکر میں کیا مقام ہے؟ اقبال نے اُس کی کیسے تفہیم کی، اقبال کی فکری تشکیل میں ابن سینا کا کتنا حصہ ہے؟ اور اقبال نے اپنی تحریروں (شعر و نثر میں) ابن سینا کو کیسے بیان کیا ہے؟ اُس کا ایک تنقیدی جائزہ زیر بحث سطور میں پیش خدمت ہے۔

کلیدی الفاظ: عقل و برہان، عشق، عرفان، نوفلاطونیت، وحدت الوجود

اس حوالے سے ہم اپنی بحث کا آغاز علامہ اقبال کی پہلی فلسفیانہ کاوش "The Development of Metaphysics in Persia" سے کرتے ہیں یہ علامہ اقبال کا Ph.D کا تحقیقی مقالہ ہے جو انھوں نے 1905-1907 کے درمیان یورپ میں تحریر کیا اور جرمنی کی میونخ

یونیورسٹی سے اس پر Ph.D کی ڈگری حاصل کی۔ اس تحریر میں ابن سینا کا تذکرہ پہلی بار اس کے دوسرے حصہ "Part II" میں ملتا ہے جس کو اقبال نے Greek Dualism کے عنوان کے تحت لیا ہے۔ مقالے کا باب نمبر۲ Neo -Platonic Aristotelians of Persia اسی حصہ میں شامل ہے مذکورہ بالا باب میں اقبال نے مسکویہ اور ابن سینا کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اور یوں مقالے میں ابن سینا کے بارے میں تفصیلی مباحث سامنے آتے ہیں (۱)۔ جہاں تک ابن سینا کا تعلق ہے وہ ایک عظیم فلسفی، شاعر، ماہر طب، ریاضی دان، موسیقار اور بے شمار دیگر علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتا تھا (۲) اور صاحب نظام فلسفی تھا، جیسا کہ اقبال نے بھی اپنے مقالے میں محتاط انداز سے ابن سینا کو صاحب نظام فلسفی تسلیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۳) اپنے مقالے میں اقبال نے ابن سینا کے نظریہ عشق اور اس کے ذیل میں اس کے نظریہ روح کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ اس کے دیگر نظریات کے بیان نہ کرنے کا سبب اسی باب کے ایک فٹ نوٹ میں اس نے یہ بیان کیا ہے۔

> ''ابن سینا کی نوفلاطونیت کو دہرانے کے بجائے میں نے اس کے اصلی کارنامے کو پیش کیا ہے، جس کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس سے ایرانی فلسفہ میں اضافہ ہوا ہے۔'' (۴)

اگرچہ اقبال نے ابن سینا کے نظریہ عشق کو خوبصورتی سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہمارے خیال میں ایک صاحب نظام فلسفی کے نظریات کو (جس میں ندرت وجدت افکار موجود ہو) صرف یہ کہہ کر رد کر دینا کہ وہ نو فلاطونیت ہے سخت ناانصافی ہے ابن سینا کے نظریہ خدا، نظریہ نبوت، نظریہ علم، کونیات، وجودیات اور نفسیات کو صرف نوفلاطونیت کہہ کر کیسے رد کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ابن سینا کا تصوف کی طرف رجحان اور صوفیانہ نظریات بھی ملتے ہیں جن کا تھوڑا سا اشارہ تو اس کے نظریہ عشق میں ملتا ہے لیکن ''کتاب الاشارات'' میں اس کے امباحث بڑی صراحت سے ملتے ہیں لہٰذا اقبال نے ابن سینا کے جو نظریات اس باب میں بیان کیے ہیں اس سے نہ تو ابن سینا کی فکری حیثیت کا تعین ہوتا ہے نہ اس کے نظام فکر کا پتہ چلتا ہے اور نہ ہی ابن سینا کا کماحقہ تعارف ملتا ہے اور اگر کسی شخص کے نظام میں کسی خیال کی کسی دوسرے نظام یا مفکر سے مشابہت ہی اس کی Originality ختم کرنے کے لئے اور اسے چربہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہو تو پھر ابن سینا کا نظریہ عشق جس کو اقبال نے ایرانی فکر میں اضافہ گردانا ہے اس کو قدیم فکر یونان، افلاطون اور نوفلاطونیت سے ماخوذ اور ان کا چربہ کیوں نہیں قرار دیا جا سکتا اس لیے کہ ان میں بے شمار مشابہتیں بہ آسانی تلاش کی جا سکتی ہیں اس کے علاوہ تمام مقالے میں مختلف مقامات پر ابن سینا کے بارے میں اقبال نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے

باب نمبر ۲ کی تمہید میں مسکویہ اور ابن سینا کا تقابلی تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''مسکویہ کی نسبت ابن سینا میں زیادہ وضاحت اور اپج پائی جاتی ہے۔''(۵)

اسی تسلسل میں ان مسلمان مفکرین پر مستشرقین کی طرف سے لگائے جانے والے الزامات کا کسی قدر دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''اگر چہ اندلسی فلسفی ابن رشد اپنے پیش رووں کے مقابلے میں ارسطو سے زیادہ قریب ہے تاہم ارسطو کے فلسفہ پر اس کو بھی کامل دسترس نہیں ہے پھر بھی ان پر کورانہ تقلید کا الزام لگانا ناانصافی ہوگی ان کی تاریخ فکر اس مجموعہ خرافات میں سے نکل آنے کی ایک مسلسل کوشش ہے جو یونانی فلسفہ کے مترجمین کی لاپروائی کا نتیجہ تھا ان کو ارسطو اور افلاطون کے نظامات فلسفہ پر از سرنو فکر کرنا پڑا گویا ان کی شرحیں انکشاف کی کوشش تھیں نہ کہ تشریح و توجیہ کی وہ حالات جن کے تحت ان کو مستقل و آزاد نظامات فکر پیش کرنے کا موقع نہیں ملا اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایک نکتہ رس ذہن محصور ہوگیا تھا اور مہملات کا ایک انبار اس کے راستے میں حائل تھا اور اس کو رفع کرنے کے لیے صبر آزما محنت و کاوش کی ضرورت تھی تا کہ صداقت کذب سے علیحدہ ہوجائے۔''(۶)

مقالے کے باب نمبر ۲ میں ابن سینا کے تفصیلی بیان سے قبل تمہیدی جملوں میں ابن سینا کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

''ایران کے ابتدائی مفکرین میں صرف ابن سینا ہی ایسا شخص ہے جس نے خود اپنا ایک علیحدہ نظام فکر تعمیر کرنے کی کوشش کی۔''(۷)

مقالے کے باب نمبر ۲ ''ایران کے نوفلاطونی ارسطاطالیسیئین'' کے مباحث کو سمیٹتے ہوئے ابن سینا کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

''صرف ابن سینا ہی نے خود اپنا ایک نظام فلسفہ پیش کیا ہے اس کے شاگردوں میں سے بہمن یار، ابوالمامون اصفہانی معصومی، ابوالعباس، ابن طاہر وغیرہ نے اپنے استاد کے فلسفہ کی ترویج و توسیع میں حصہ لیا، یہاں انکا تذکرہ غیر ضروری ہے۔ ابن

سینا کی شخصیت میں جادو کا سا اثر تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس کے ایک زمانہ بعد میں بھی اس کے خیالات میں کسی قسم کا اضافہ یا ترمیم ایک نا قابل عفو جرم سمجھی جاتی تھی''۔(۸)

مقالے کے باب نمبر ۵ ''تصوف'' میں صوفیانہ مابعد الطبیعیات کے مختلف پہلوؤں کی توضیح کرتے ہوئے، تصوف کے مکتب ''حقیقت بطور جمال'' کی وضاحت میں ابن سینا کا ذکر یوں کرتے ہیں،

''اس مکتب کے معلمین نے اس نوفلاطونی تصور کو اختیار کر لیا کہ تخلیق درمیانی عوامل کے توسط سے ہوئی ہے، اگرچہ یہ تصور صوفی مصنفین کے ذہنوں میں ایک زمانہ تک باقی رہا لیکن انہوں نے وحدت الوجود کے نظریہ کی رہنمائی میں صدور کے نظریہ کو بالکل ترک کر دیا ابن سینا کی طرح وہ انتہائی حقیقت کو حسن ازلی سمجھتے ہیں جس کے خمیر میں یہ بات داخل ہے کہ چہرے کو کائنات کے آئینے میں منعکس کر لے''۔(۹)

اس کے علاوہ شیخ اشراق کے نظریہ روح کے بیان میں ایک مقام پر شیخ اشراق کو ابن سینا کا مقلد قرار دیا ہے۔(۱۰) انہی مباحث میں ایک مقام پر شیخ اشراق کو نفسیات میں ابن سینا کا پیرو کار قرار دیتے ہیں۔(۱۱) باب ششم میں اقبال نے ملا صدرا کے فلسفے کو ابن سینا کے فلسفہ کی تجدید کے طور پر ذکر کیا ہے۔(۱۲) اور اسی باب میں ''مابعد کا ایرانی تفکر'' میں انہوں نے ملا ہادی کو بھی نفسیات میں ابن سینا کا پیرو بیان کیا ہے۔(۱۳)

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اپنے اس تحقیقی مقالے کے بعد کی تحریروں میں اقبال نے ابن سینا کا تذکرہ کہاں کہاں اور کن الفاظ میں کیا ہے۔

جہاں تک اقبال کے خطبات ''تشکیل جدید الہیات اسلامیہ'' کا تعلق ہے یہ تحقیقی مقالے کے بعد دیئے گئے لیکن ان میں کہیں بھی ابن سینا کا تذکرہ نہیں ملتا۔

اپنے خطوط میں اقبال نے دیگر بے شمار اہم نکات کے علاوہ کئی نامور فلسفیوں، صوفیاء اور اہم فلسفیانہ مسائل کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے لیکن ابن سینا کے بارے میں خطوط میں بھی کہیں کوئی رائے نہیں ملتی (وہ مقالے کی تحریر سے پہلے لکھے گئے ہوں یا بعد) اس کے ایک فٹ نوٹ میں اقبال ابن سینا کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

''جب ہم ارسطو کے رسائل کا جو اس وقت موجود ہیں، اسلامی حکماء کی کتب سے مقابلہ کرتے ہیں تو ارسطو اور حکمائے اسلام کا فرق خود بخود ظاہر ہو جاتا اور اس

امر کے ثبوت کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی کہ فارابی اور بوعلی سینا وغیرہ کا دائرہ تخیل کچھ اور ہے اور ارسطو کا کچھ اور۔'' (۱۴)

''تاریخ تصوف'' کے باب نمبر ۲ میں علم و معرفت کے فرق کے بیان میں ابن سینا کی ابوالخیر سے ملاقات کے حوالے سے ابن سینا کا تذکرہ یوں ملتا ہے۔

''کہتے ہیں کہ جب ابوالخیر اور بوعلی سینا کی ملاقات ہوئی تو ابوالخیر نے کہا جس شے کو میں دیکھتا ہوں، بوعلی سینا اسے جانتا ہے۔ بوعلی سینا نے جواب میں کہا کہ جس شے کو میں جانتا ہوں ابوالخیر اسے دیکھتا ہے یہی دیکھنے اور جاننے یا علم و معرفت کا فرق ہے۔'' (۱۵)

''کلیات اقبال فارسی'' میں صرف ایک مقام پر ابن سینا کا تذکرہ ملتا ہے اور وہاں بھی ابن سینا کو بطور نمائندہ عقل و برھان پیش کیا گیا ہے۔(۱۶)

''کلیات اقبال اردو'' میں اقبال نے پانچ مقامات پر ابن سینا کا تذکرہ کیا ہے اور پانچوں مقامات پر ابن سینا کو عقل و برھان کے نمائندے کے طور پر پیش کیا ہے۔(۱۷)

''مقالات اقبال'' میں ''اسرار خودی اور تصوف'' نامی مضمون میں وحدت الوجود کے اساسی نظریات کی وضاحت میں ایک بار ابن سینا کا تذکرہ ملتا ہے۔۱۹۱۱ء کے تحریر کردہ اس مقالہ ''اسلام اور علوم جدیدہ'' میں اقبال بوعلی سینا کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اسلام مغربی تہذیب کے تمام عمدہ اصولوں کا سر چشمہ ہے پندرھویں صدی عیسوی میں جب سے یورپ کی ترقی کا آغاز ہوا یورپ میں علم کا چرچا مسلمانوں ہی کی یونیورسٹیوں سے ہوا تھا ان یونیورسٹیوں میں مختلف ممالک یورپ کے طلبہ آ کر تعلیم حاصل کرتے تھے اور پھر اپنے حلقوں میں علوم و فنون کی اشاعت کرتے تھے۔کسی یورپین کا یہ کہنا کہ اسلام اور علوم یکجا نہیں ہو سکتے سراسر ناواقفیت پر مبنی ہے اور مجھے تعجب ہے کہ علوم اسلام اور تاریخ اسلام کے موجود ہونے کے باوجود کوئی شخص کیونکر کہہ سکتا ہے کہ علوم اور اسلام ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔بیکن، ڈیکارٹ اور مل یورپ کے سب سے بڑے فلاسفر مانے

جاتے ہیں جن کے فلسفہ کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ڈیکارٹ کا منقذ (اصول) امام غزالی کی احیاء العلوم میں موجود ہے اور ان دونوں میں اس قدر تطابق ہے کہ ایک انگریزی مورخ نے لکھا ہے کہ اگر ڈیکارٹ عربی جانتا ہوتا تو ہم ضرور اعتراف کرتے کہ ڈیکارٹ سرقہ کا مرتکب ہوا ہے راجر بیکن خود ایک اسلامی یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ تھا جان اسٹورٹ مل نے منطق کی شکل اول پر جو اعتراض کیا ہے بعینہ وہی اعتراض امام فخر الدین رازی نے بھی کیا تھا اور مل کے فلسفہ کے تمام بنیادی اصول شیخ بوعلی سینا کی مشہور کتاب شفا میں موجود ہیں۔'' (۱۸)

''اسرار خودی اور تصوف'' نامی مضمون میں وحدت الوجود کے اساسی نظریات کی وضاحت میں اقبال ابن سینا کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''مسئلہ قدم ارواح افلاطونی ہے، بوعلی سینا اور ابونصر فارابی دونوں اس کے قائل تھے، چنانچہ امام غزالی نے اس وجہ سے دونوں بزرگوں کی تکفیر کی ہے۔'' (۱۹)

علامہ اقبال کی پہلی کاوش اُن کے Ph.D کے تحقیقی مقالے سے لیکر اُن کے بعد کی تحریروں میں ابن سینا کے بارے میں درج آراء سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول و آخر اقبال کی فکر و نظر میں کوئی خاص اور نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہر دو ادوار میں اقبال کی فکر میں ابن سینا کے بارے میں درج ذیل اشتراکات سامنے آتے ہیں۔

(i) وہ ابن سینا کو تاریخ فکر ایران میں ایک نمایاں، ممتاز، جامع نظام فکر تشکیل دینے والا ایک نمائندہ مفکر شمار کرتے ہیں۔ (۲۰)

(ii) اقبال ابن سینا کو (باوجود اس کے کہ ابن سینا کا تصوف کی طرف رجحان بھی تھا اور انہوں نے اسکا نظریہ عشق بھی بڑی صراحت سے بیان کیا ہے (۲۱) اُسے عقل و برھان اور فلسفہ کے نمائندہ اور علامت کے طور پر (صوفیا ءعرفاء کے مقابل میں) ذکر کرتے ہیں۔ (۲۲)

(iii) بعض باتوں میں فلسفہ یونان سے متاثر قرار دینے کے باوجود وہ ابن سینا کو حکمائے یونان کے طریقہ کار، روش اور انداز فکر سے ہٹ کر اپنا فکر و فلسفہ وضع کرنے والا مفکر سمجھتے ہیں۔ (۲۳)

(iv) وہ ابن سینا کو ایک ایسا مفکر سمجھتے ہیں جس نے بعض باتوں میں نہ صرف اپنے دور کے فلاسفہ و حکماء و عرفاء بلکہ ہر دور کے اہل فکر و دانش اور صاحبان نظر کو کئی جہات سے متاثر کیا۔

البتہ علامہ اقبال نے اپنے Ph.D کے تحقیقی مقالے "The Development of Metaphysics in Persia" نے ابن سینا کے بارے میں جو نقطہ نظر اختیار کیا ہے اس میں درج ذیل تسامحات نظر آتے ہیں۔

(۱) اقبال نے ابن سینا کو GREEK DUALISM کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور اسے NEW PLATONIC ARISTOTELIANS OF PERSIA کا نام دیا ہے۔ یہ اقبال کی ان مفکرین کے بارے میں مغربی محققین اور مستشرقین کے نقطہ نظر سے تضاوت ہے۔ نہ تو ان مفکرین کا نظام GREEK DUALISM تھا، نہ ہی ان کو اس عنوان کے تحت بیان کرنا روا ہے اور نہ ہی انہیں NEW PLATONIC ARISTOTELIANS OF PERSIA کا نام دینا کسی طور مناسب ہے اس طرح کے بیان سے ان مفکرین کی ORIGIONALIT ختم ہو جاتی ہے

(۲) اقبال نے اپنے مذکورہ بالا تحقیقی مقالہ میں ابن سینا کے صرف نظریہ عشق اور نظریہ روح کو بیان کیا ہے اور بلاشبہ خوب بیان کیا ہے لیکن ابن سینا جس کا بعد از اسلام ایران میں فکری روایت کی تشکیل میں بڑا حصہ ہے اور وہ جامع نظام فکر رکھتا ہے اقبال کے اس بیان سے ابن سینا کے بارے میں اس حوالے سے مکمل آگاہی حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی ابن سینا کا مکمل تعارف حاصل ہوتا ہے بلکہ اس سے ابن سینا کی ادھوری تصویر سامنے آتی ہے جبکہ ابن سینا کے نظام فکر میں نظریہ عشق اور نفسیات کے علاوہ نظریہ علم ہستی علم الکون اور علم الملائکہ، علوم طبیعی و ریاضی اور دین و وحی کے بارے میں آراء بھی خاص اہمیت کی حامل ہیں ابن سینا کی تعلیمات کے دو حصے ہیں ایک حصہ وہ ہے جس میں فلسفہ مشاء اسلامی کو بیان کیا گیا ہے اور دوسرا حصہ وہ ہے جس میں اس کی باطنی تعلیمات سے متعلق تحریریں ہیں جن میں تصوف، عرفان اور عشق وغیرہ کے متعلق بحث ہے لگتا ہے اقبال نے ابن سینا کی صرف فلسفہ مشرقیہ سے متعلق تحریروں کو مورد توجہ سمجھا اس سے علامہ اقبال کی دلچسپی کے موضوعات اور رجحان فکر (تصوف، عرفان، عشق) کی نشاندہی ہوتی ہے یہ رجحان فکر تمام عمر اقبال میں باقی رہا اور نہ صرف باقی رہا بلکہ رفتہ رفتہ مضبوط سے مضبوط تر اور وسیع تر ہوتا گیا اور اس سے اقبال کی فکری تشکیل مین ابن سینا کے نظریہ عشق وغیرہ کی تاثیر کا پتہ چلتا ہے اور فکر اقبال کی تکمیل میں ابن سینا کا حصہ بھی مشخص ہوتا نظر آتا ہے۔

نوٹ: علامہ اقبال کی ابن سینا کے حوالے سے آراء و نظریات کا جائزہ لیتے وقت یہ بات ضروری پیش نظر رہنی چاہیے کہ باقاعدہ طور پر ابن سینا کا قدرے تفصیلی تذکرہ علامہ اقبال کے Ph.D کے مقالے "TheDevelopment of Metaphysics in Persia" میں ملتا ہے۔ بعد ازاں اُن کی اُردو یا فارسی

شاعری یا دیگر نثری آثار میں ابن سینا کا ذکر جزوی طور پر ہے لیکن اس حوالے سے قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہمیں کہیں سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ابن سینا کے بارے میں علامہ اقبال کی معلومات کے ذرائع کیا تھے؟ اور اس ضمن میں ابن سینا کی کون کون سی کتابیں اُن کے زیر مطالعہ تھیں۔ مقالے کی تحریر کے ضمن میں علامہ اقبال نے جن کتابوں سے استفادہ کیا اُس کی فہرست علامہ اقبال نے مقالہ کے شروع میں دی ہے اُس فہرست میں ابن سینا کی کسی کتاب کا ذکر نہیں ہے صرف یہ لکھا ہے "Collection Works of Aviecnna"۔ ظاہر ہے یہ کسی کتاب کا نام نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مرتضیٰ مطہری، خدمات متقابل اسلام و ایران، انتشارات صدرا تہران ص ۵۴۹

2 Sharif (edited) A History of Muslim Philosophy vol I, Royal Book Company Karachi, 1983, P. 480

۳۔ مرتضیٰ مطہری، خدمات متقابل اسلام و ایران، انتشارات صدرا تہران ۱۳۶۲ء ص ص ۵۵۰،۵۴۹

4.. S.H.Nasr with M. Amin Razavi (edited), An Anthology Philosophy of Philosophy in Persia, Sohail Academy Lahore Pakistan, Vol 1 P. 195

۵۔ Hossein Nasr (edited), Encyclopedia of Islamic Philosophy, Vol,I Sohail Academy Lahore 2002, P. 231

6 Muhammad Iqbal. The Development of Metaphysics in Persia PP. 21,32

۷۔ ڈاکٹر عبدالخالق۔ مسلم فلسفہ۔ لاہور: (۱۹۸۱) عزیز پبلشرز اردو بازار، ص ۱۵۹

8 .Muhammad Iqbal. The Development of Metaphysics in Persia,Bazm-Iqbal (1964) Club Road Lahore Pakistan P. 32 ۔

۹۔ علامہ محمد اقبال فلسفہ عجم۔ مترجم میر حسن الدین۔ (۱۹۶۹) نفیس اکیڈیمی کراچی، ص ۴۸

۱۰۔ ایضاً۔ ص ۴۷

۱۱۔ ایضاً۔ ص ۴۷

۱۲۔ ایضاً۔ ص ۴۱

۱۳۔ ایضاً۔ ص ۴۹

۱۴۔ ایضاً۔ ص ۱۵۴

۱۵۔ ایضاً۔ ص ۱۸۴

۱۶۔ ایضاً۔ ص ۱۹۴

۱۷۔ ایضاً۔ ص ۲۲۳

۱۸۔ ایضاً۔ ص ۲۲۹

۱۹۔ محمد اقبال کلیات تاریخ تصوف۔ مرتبہ صابر کلوروی۔ لاہور (۱۹۸۷) مکتبہ تعمیر انسانیت، ص ۳۳

۲۰۔ ایضاً۔ ص ۳۴

۲۱۔ محمد اقبال کلیات اقبال فارسی۔ لاہور (۱۹۸۵) شیخ غلام اینڈ سنز۔ ص ۴۰۷

۲۲ـ محمد اقبال۔کلیات اقبال اردو۔لاہور(۱۹۸۴) شیخ غلام اینڈ سنز ص ص۲۳۸، ۶۲۷، ۴۴۰، ۴۸۵، ۵۵۱

۲۳ـ محمد اقبال۔مقالات اقبال۔(مرتبہ: سید عبدالواحد معینی) لاہور (۱۹۶۳) شیخ محمد اشرف،ص۴۳۹ـ۴۴۰